سوال

آیت ولوکنت اعلم الغیب الایتہ کا مطلب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آیت کریمہ :

وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ   فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ٢٦ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

کے قبل نازل ہوئی یا بعد؟ دوسرے :

''علم بالشئی لایستلزم القدرة علیک مافی قصة احدفانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عالما بانکسارالمسلمین لرؤیاراھاکمافی کتب السیر مع انہ لم یقدرعلی ردماقدرہ اللہ،،(جمل ج 2ص 217)ایضا فیحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب،،

تیسرے آیت :

وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ --سورۃ الاعراف188

میں لوشرطیہ ہے۔ تووقوع جزا شرط کو مستلزم ہے یا نہیں؟اوریہ آیت قیاس افترائی ہوسکتی ہے یا نہیں؟اگرہے توآپ بصورت قیاس اقترانی اورمنطق آپ اس کوبیان فرمائیں؟ا زراہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی آیت سورۃ اعراف کی ہے۔ اوردوسری سورۃ جن کی دونوں سورتیں ملی ہیں۔ تفسیر اتقان میں لکھاہے۔ اعراف جن سے پہلے اتری ہے اورایک قول کی بناء پر آیت واسئلھم عن القریۃ مدینہ میں اتری ہے۔ اورایک قول کی بناء پر واسئلھم سے لیکرواذ نتقنا الجبل تک مدینہ میں اتری ہے۔ ملاحظہ ہواتقان ص 15و31اورتفسیر جامع البیان میں ایک قول واسئلھم سے واعرض عن الجاہلین تک مدنی ہونے کا نقل کیاہے۔ مگراس کوقیل کے ساتھ نقل کیاہے۔ خیراگریہ قول صحیح ہوتوپھر آیت ولوکنت اعلم الغیب بھی مدنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واسئلھم

اورواعرض کے درمیان ہے ۔اس صورت میں آیت فلایظہر علی غیبہ پہلے ہوگی ۔ مگراس پہلے ہونے سے سائل کااگریہ مقصود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوپہلے غیب نہیں تھاپیچھے ہوگیا۔ تواس کاجواب یہ ہے کہ آیت فلایظہر سے علم غیب کلی ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی بعض باتوں کا اظہار نبی پر کردیتا ہے ۔ سو اس سے کسی کوانکار نہیں ۔چنانچہ پہلے سوال میں ذکر ہوچکا ہے ۔

اس کے علاوہ آیت کریمہ

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ --سورت النمل 65

سورۃ نمل کی آیت ہے اور نمل سورۃ جن کے بعداتری ہے چنانچہ تفسیر اتقان کے ص 15 میں اس کی تصریح ہے ۔ پس آیت قل لایعلم آیت فلایظہر کے بعدنازل ہوئی ہے ۔ اوراس کے علاوہ دیگرآیات وواقعات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ صرف بذریعہ وحی جس بات کاآپ کوپتہ لگ گیااس کا علم ہے باقی باتوں میں آپ دیگرانسانوں کی طرح بے خبرتھے چنانچہ پہلے سوال کے جواب میں بیان ہوچکا ہے ۔اوربخاری ص 974 جلد2 میں حدیث ہے کہ کئی لوگ حوض کوثر پر آئیں گے ۔فرشتے ان کوہٹادیں گے میں کہوں گا : یہ تومیرے آدمی ہیں ۔ان کوکیوں ہٹایاجاتا ہے ؟ میرے جواب میں کہاجائے گا۔ انک لاتدری مااحدثوابعدک ''یعنی تجھے علم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعددین میں کیاکچھ بدعات پیداکیں ۔''پھر میں کہوں گا : فسحقالمن غیربعدی ''یعنی لعنت ہواس شخص کےلیے جس نے میرے بعددین کوبدل دیا۔اس حدیث سے ثابت ہواکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کووفات کے بعد بھی علم غیب نہیں ۔ چہ جائیکہ زندگی میں ہوان آیتوں کے پہلے پیچھے ہونے کاسوال یہاں لایعنی سا ہے جس کاکچھ نتیجہ نہیں۔ اس طرح مسئلہ علم بالشئی قدرت کومستلزم نہیں ۔اس کاتذکرہ بھی بے محل ہے ۔ بلکہ سائل کومضر ہے ہم تفسیر جمیل کی پوری عبارت نقل کیے دیتے ہیں ۔ اس طرح ناظرین پر حقیقت حال واضح ہوجائے گی ۔ان شاء اللہ۔

«قولہ ۔ ولوکنت اعلم الغیب الخ لقائل ان یقول لم لایجوزان یکون الشخص عالما بالمغیب لکن لایقدرعلی دفع السراء والضراء اذاالعلم بالشئ لایستلزم القدرۃ علیہ کمافی قصۃ احد فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عالما بانکسارالمؤمنین لرؤیاراہارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمافی کتب السیر مع انہ لم یقدرعلی ردماقدرہ اللہ واجیب بان استلزم الشرط للجزاء لایلزم ان یکون عقلیا ولاکلیا بل یجوز ان یکون فی بعض الاوقات لزومیّا فان قلت قداخبررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقدجاء ت فی الصحیح بذالک وہومن اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع ینہ وبین قولہ ولوکنت اعلم الغیب لااستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب المعنیٰ لااعلم الغیب الاان یطلعنی اللہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی الغیب فلمااطعمہ اللہ اخبربہ کماقال فلایظہرعلی غیبہ احداًالامن ارتضیٰ من رسول اویکون خرج ہذاالکلام مخرج الجواب عن سوء لہم ثم بعدذالک اظہرہ اللہ تعالی علی اشیاء من المغیبات فاخبر عنہالیکون ذالک معجزۃ لہ ودلالۃ علی صحۃ نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم » (اھ خازن تفسیر جمل جلد2 ص 258)

ترجمہ :۔ آیت کریمہ ولوکنت اعلم الغیب پرکوئی یوں اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ کیوں جائز نہیں کہ ایک شخص کوغیب کی بات کاعلم ہو۔ مگرخیر شر کے حاصل یا دفع کرنے کی اس کوقدرت نہ ہو۔کیونکہ علم قدرت کونہیں ۔چنانچہ جنگ احد کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوشکست کاعلم تھا۔ بوجہ خواب کے جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی جیسے کتب سیر میں ہے ۔ مگرباوجوداس کے تقدیرالٰہی کوردنہیں کرسکے ۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جزاء کاشرط کولزوم ضروری نہیں کہ عقلی ہویاکلی ہو۔بلکہ جائز ہے کہ لزوم فی بعض الاوقات ہو۔اگرتوکہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی غیب کی باتوں کی خبردی ہے ۔اوراس بارہ میں صحیح احادیث واردہیں ۔اوریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات سے ہے اوریہ آیت اس کی نفی کررہی ہے ۔پس ان دونوں میں موافقت کس طرح ہوگی؟میں کہتا ہوں ۔ ہوسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنامیں غیب جانتاہوں توبہت بھلائی جمع کرلیتااورمجھے برائی نہ پہنچتی ۔ یہ بطورتواضع اور ادب کے ہومطلب یہ ہو۔کہ میں غیب نہیں جانتا۔ مگریہ کہ خدامجھے مطلع کردے اورمیرےلیے مقدرکردے اوراحتمال ہے کہ آپ کا یہ کہنااطلاع علی الغیب کے پہلے ہو۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کواطلاع دی توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبرکردی ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "فلایظہرعلی غیبہ احداالایۃیایہ کلام ولوکنت اعلم الغیب"کفارکے سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے اس کے بعداللہ تعالیٰ نے کئی غیب کی اشیاء پرمطلع کردیا۔پس ان کی خبردی تاکہ یہ آپ کا معجزہ بن کرآپ کی نبوت کے صحیح ہونے پردلیل ہوجائے ۔

اس عبارت میں دواعتراض کیے ہیں :

ایک یہ کہ علم کو قدرت لازم نہیں تو شرط وجزاء میں لزوم نہ ہوا۔ حالانکہ لزوم ضروری ہے ۔ دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی نفی کرتی ہے ۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیبات سے خبر دی ہے ۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے ۔

پھر ہر ایک اعتراض کا جواب دیا ہے کہ

لزوم فی بعض الاوقات کافی ہے ۔ لزوم فی بعض الاوقات کی صورت یہ ہے کہ انسان کو خدا نے مکلف بنایا ہے ۔ نیکی بدی کی قدرت دی ہے ۔ کسب معاش کرتا ہے اپنی ضروریات کے لیے کوشاں رہتا ہے ۔ اس قسم کی قدرت سب انسانوں کو حاصل ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہے ۔ پس قدرت کے ساتھ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وشر کا علم ہوتا تو بہت سی خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کر لیتے اور برائی سے بچ جاتے ۔ یہی وجہ ہے لااستکثرت من الخیر ''بہت سی خیر جمع کر لیتا'' فرمایا ''لااستوعبت الخیر'' ''تمام خیر جمع کر لیتا'' نہیں فرمایا ۔ کیونکہ تمام خیر اس وقت جمع ہو سکتی ہے جب ہر شئے پر قدرت ہوتی ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو ہر شئے پر قدرت ہے اور اس وقت لزوم کلی ہوتا ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص213